سفرِ حج کی برکتیں اور اسکے اہم ترین اسباق

مولانا سید حمید الحسن زیدی

انسان کو پیدا کرنے والے خدا نے اسے تمام نعمتوں سے نوازا اور جب تک وہ عقل وشعور کی اس منزل تک نہیں پہنچ گیا کہ اپنا بھلا برا خود سمجھ سکے اس وقت تک اس سے کوئی مطالبہ نہیں کیا، پھر جب وہ عقل وشعور اور جسمانی توانائیوں کے اعتبار سے خود کفیل ہو گیا تو پھر اپنے مطالبات شروع کئے۔ اسکے مطالبات کی دو صورتیں ہیں کچھ مطالبات عقائد سے متعلق ہیں جنہیں صرف ماننا ضروری ہے اور کچھ مطالبات کا تعلق عمل سے ہے، جس کے لئے ماننے کے ساتھ ساتھ کچھ کرنا پڑتا ہے۔

خداوند عالم کی طرف سے اجر وثواب ظاہر ہے، عقائد پر بھی ہے اور اعمال پر بھی، بلکہ اعمال پر ثواب عقائد کے صحیح ہونے کے بعد ہی ممکن ہے، لہٰذا اگر کوئی اسلامی عقائد کا منکر ہو تو چاہے جتنا عمل کرے اسکے عمل کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا، اسی طرح اگر صحیح اسلامی عقائد تک پہنچ جائے اور یہ سوچنے لگے کہ اب اعمال کی کوئی ضرورت نہیں ہے تب بھی اسکے عقائد اسکو خاطر خواہ فائدہ نہ پہونچا پائیں گے، اسلامی عقائد کو پانچ اہم موضوعات میں خلاصہ کیا جاتا ہے، جنہیں اصول دین کہا جاتا ہے اور اعمال وعبادات کو فروع دین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، عقائد کے بعد اسلام میں اعمال وعبادات کی بڑی اہمیت ہے، انکا مقصد عبد ومعبود کے درمیان رابطہ کا اظہار ہے، انسان کیلئے خدا کی دی ہوئی نعمتوں پر شکر گزاری اسی رابطہ کے اظہار کے لئے ہے، شکر گزاری کا تعلق ایمان وعقیدہ سے بھی ہے اور عمل کے انجام دینے سے بھی، خدا کی دی ہوئی تمام نعمتوں کو اپنی ذاتی ملکیت نہ سمجھ کر اپنے مالک کا عطیہ سمجھنا عقیدہ کی شکر گزاری ہے اور اسکے اظہار کے لئے خدا کے بتائے ہوئے احکام کے مطابق اعمال وعبادات انجام دینا عملی شکر گزاری ہے۔ یہ تمام عبادتیں جہاں اپنے مالک کے تئیں اور اس سے راز و نیاز کا ذریعہ ہیں وہیں اسکے کچھ دیگر اہم فائدے اور حکمتیں بھی ہیں۔ نماز، روزہ، حج اور اسی طرح کی دیگر عبادتیں قرب الٰہی اور روح کی بالیدگی کے ساتھ ساتھ سیاسی معاشی اور بہت سے انفرادی اور اجتماعی فوائد ومصالح کی حامل ہیں، خاص طور پر فریضۂ حج، جسے اسلام میں ایک خاص قابل امتیاز مقام ومرتبہ حاصل ہے۔

گلدستۂ عبادات:

حج کو صرف عبادت ہی نہیں بلکہ گلدستہ عبادت کہا جاتا ہے اس لئے کہ حج بذات خود عبادت ہونے کے ساتھ ساتھ رنگارنگ عبادتوں کا مجموعہ ہے، حج میں جسمانی عبادت بھی پائی جاتی ہے اور مالی عبادت بھی ،اس میں نماز بھی ہے اور قربانی بھی طواف وسعی بھی ہے اور عرفات ومنیٰ میں قیام بھی، قیام لیل کے ذریعہ قربتِ الٰہی بھی ہے اور شیطان کو کنکریاں مارکر باطل سے دوری بھی۔اس بابرکت عبادت میں کچھ اعمال کو انجام دینا ہے تو کچھ کاموں سے بچنا ہے،غرض کہ کسی نہ کسی صورت میں تمام عبادتیں اس عبادت میں جمع ہیں۔

اجتماعی عبادت:

اس عبادت کا ایک اہم امتیاز یہ ہے کہ اسے عام طور پر بغیر صعوبت سفر برداشت کئے انجام نہیں دیا جا سکتا، جبکہ باقی عبادات کے لئے ایسی کوئی شرط نہیں ہے، اس سفر کا مقصد بھی شائد اس اہم ترین عبادت کو ایک بڑی اجتماعی عبادت میں تبدیل کرنا ہے، اسلام میں کسی بھی انفرادی عبادت کے مقابلے میں اجتماعی عبادت کی اہمیت بہت زیادہ ہے ،اس سلسلے میں فرادہ نماز کے مقابلے میں نماز جماعت سے متعلق روایت کی تفصیل کو ملاحظہ کیا جا سکتا ہے، جہاں مذکور ہے کہ اگر نمازی ۱۰ سے زیادہ ہو جائیں تو ثواب اتنا بڑھ جاتا ہے کہ ملائکہ اسکا حساب لگانے سے عاجز ہو جاتے ہیں،اسکا اجروثواب صرف خزانہ الٰہی میں محفوظ رہتا ہے، جو انسان کی سعادت وخوش بختی کا سب سے اہم ذریعہ ہے،شائد اسی لئے حج جیسی اہم عبادت کو دنیا کے سب سے بڑے اجتماع کی صورت میں قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس اجتماعی عبادت میں شریک ہونے کے لئے عام طور پر دور دراز کا سفر طے کرنا پڑتا ہے۔

بابرکت سفر:

یہ سفر ایک انتہائی بابرکت سفر ہے خدا کی مہمانی کا سفر، خانۂ خدا کی زیارت کا سفر،خانۂ خدا کے گرد پروانے کی صورت طواف کرنے کا سفر،صفا ومروہ کے بیچ سعی کا سفر،میدان عرفات میں گڑگڑا کر اپنے مالک کی رحمت کو جوش دلانے کا سفر ،منیٰ، مزدلفہ کی عبادت گاہوں میں ایثار وقربانی کی مثال

قائم کرنے کا سفر ،غرض کہ حج بیت اللہ کا سفر ،یہ سفر جو ہر اعتبار سے انتہائی مقدس بابرکت اور پاکیزہ سفر ہے جہاں مسافر کی نگاہوں کے سامنے صرف خدا ہوتا ہے اس کے ذہن ودماغ میں صرف قربت الٰہی کا تصور ہوتا ہے سفر کے خطرات سے پریشان ہونے کے بجائے انسان ان خطرات کو خدا سے قریب ہونے کا ذریعہ سمجھتا ہے۔اس کے دل میں اس گھر کی زیارت کا جذبہ موجزن ہوتا ہے جس کی طرف رخ کرنا شان بندگی ہے ،جس گھر کو خدا نے اپنا کر اس کے مبارک ہونے کا اعلان کیا ہے۔ ''إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا'' پہلا گھر جو انسان کے لئے بنایا گیا وہ مکہ میں مبارک گھر ہے جو عالمین کے لئے ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ یہ بیت اللہ اگر ایک طرف توحید پروردگار کی علامت ہے تو دوسری طرف جناب ہاجرہ کے ایثار وقربانی کی یادگار بھی۔خلیل خدا کی شریک حیات اس پاکیزہ بی بی نے اگر اپنے معبود پر بھروسہ کر کے اس پاک مگر بے آب وگیاہ سر زمین کو اپنا مسکن نہ بنایا ہوتا تو شاید اس بیت الٰہی کی اس طرح تعمیر کے اسباب فراہم نہ ہو پاتے لیکن اگر جناب ہاجرہ نے خدا پر توکل کی مثال قائم کرتے ہوئے اس بیت الٰہی کی سرزمین کو اپنا ملجا وماویٰ بنایا تو خدا نے انہیں اپنے اس گھر کی برکتوں سے محروم نہیں رکھا۔خشک اور بے آب وگیاہ صحرا میں برکتوں کا ایسا چشمہ جاری فرمایا جس سے ہزاروں سال سے فیضیاب ہوا جا رہا ہے لیکن اس میں ذرہ برابر کمی واقع نہیں ہوتی۔ بیت الٰہی کی عظیم برکتوں کی اس سے بڑی مثال اور کیا ہوسکتی ہے ۔ اس کے علاوہ چاہ زمزم کی پاسبانی کے لئے نسل خلیل سے پورا ایک ایسا سلسلہ قائم کر دیا جس کا فیض بھی چاہ زمزم کی طرح ہمیشہ جاری وساری ہے۔

خداوند عالم نے اس مبارک گھر کی زیارت کا حکم دے کر اس کی برکتوں سے بہرہ مند ہونے کے لئے ایثار وقربانی کے مرقع اس سلسلۂ عظمت کے چشمۂ فیض سے فیضیاب ہونے کا شرف بھی بخشا ہے چنانچہ فریضۂ حج بجا لانے والے جہاں خانۂ خدا کی برکتوں سے بہرہ مند ہوتے ہیں وہیں ان بابرکت مقامات کی زیارت کا شرف بھی حاصل کرتے ہیں جو اس مبارک سلسلہ کے افراد کی فیض رسانی کا مرکز ہیں۔خداوندعالم نے اس بابرکت گھر کی زیارت کا شرف بخشنے کے لئے حکم عام دیا کہ جس کے اندر سکت ہو وہ اس گھر کی زیارت اور اس کی برکتوں سے بہرہ مند ہونے ضرور آئے۔ اس کے علاوہ اس حکم پر عمل پیرا نہ ہونے کے سلسلہ میں روایات میں بڑی شدید دھمکیاں بھی دی گئیں ہیں، مثلاً اگر کوئی شخص استطاعت کے باوجود حج نہ کرے تو وہ یہودی یا عیسائی مرتا ہے، مسلمان

نہیں مرتا جبکہ اسلام پر دنیا سے جانا وہ عظیم شرف ہے جس کے لئے انبیاء الٰہی نے بھی دعا فرمائی ہے۔ گویا اس فریضہ کی بجا آوری استطاعت کی صورت میں لازم ہے اور صاحبان توفیق اس پر عمل بھی کرتے ہیں اور اس مبارک سفر کی برکتوں سے بہرہ مند بھی ہوتے ہیں البتہ انہیں اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ فریضۂ حج ایک خالص عبادت ہے اور عبادت کے لئے خلوص نیت کی ضرورت ہوتی ہے، دکھاوے کا جذبہ عبادت کے اجر و ثواب کو ضائع کر دیتا ہے لہٰذا سفر کی تمہید، درمیان سفر اور سفر کے بعد ہر اس عمل سے پرہیز ضروری ہے جس میں دکھاوے کی بو آتی ہو مثلاً سفر پر جاتے وقت نعرہ بازی، اگر کئی مرتبہ جانے کا موقع ملا ہے تو اس کا بار بار اظہار، بے وجہ مسائل سے باخبر ہونے کا اس طرح اظہار گویا حج اسپیشلسٹ ہیں، مسائل شریعت میں متخصص ہونا اچھا ہے لیکن خداوند عالم کی نظر میں بندوں کیلئے بے وجہ اظہار مناسب نہیں ہے۔ انسان کو چاہئے کہ خدا کے لئے حاجی ہو بندوں کے لئے نہیں، ورنہ جب نماز پڑھنے کے بعد اپنے نام کے ساتھ نمازی کا لقب جوڑنا مناسب نہیں تو فریضۂ حج کے بعد خود اپنے کو الحاج کے لقب سے مزین فرما لینا کس طرح مناسب ہوسکتا ہے؟ جس سے عمل کے برباد ہو جانے کا خطرہ ہے اور خطرات کی طرف متوجہ رہنا اور متوجہ کرنا سب کا فریضہ ہے۔ لہٰذا اگر عمل کی بربادی کے خطرات سے بچ کر اس فریضہ کو اس کی شان و شوکت کے ساتھ انجام دیا جا سکا تو یقیناً بارگاہ الٰہی میں قابل قبول ہوگا اور جو چیز خدا کی بارگاہ میں قبول ہو جائے اس کی برکتوں کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا ہے۔

امام سجادؑ فرماتے ہیں: ”تقویٰ کے ساتھ کوئی عمل کم نہیں ہوتا اور وہ کیسے کم ہوسکتا ہے جو خدا کی بارگاہ میں قبول ہو جائے“۔ گویا اس عبادت کے لئے بھی دوسری عبادتوں کی طرح تقویٰ بنیادی شرط ہے جس کے بغیر کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ ”خدا صرف متقین کے عمل کو قبول کرتا ہے۔“ اگر انسان تقویٰ الٰہی کے ساتھ اس نیت سے کہ جو گناہ اب تک کئے ہیں انہیں ہمیشہ کے لئے ترک کر دے گا اور آئندہ بھی گناہوں کا ارتکاب نہیں کرے گا اس عظیم فریضہ الٰہی کو بجا لائے تو اس با برکت سفر کی برکتوں سے فیضیابی یقینی ہے۔ اس مبارک سفر سے جو برکتیں حاصل ہوتی ہیں ان کا اندازہ وہ حضرات بخوبی لگا سکتے ہیں جن کو یہ سعادت نصیب ہو چکی ہے۔

حکمتوں پر توجہ

حج کی سعادت اور خوش بختی کو یقینی بنانے کے لئے دیگر تمام عبادات کی طرح اس اہم اور

اجتماعی عبادت کے فلسفہ اوراس میں پائی جانے والی حکمتوں پرتوجہ ضروری ہے،جس میں انسانی کمال کے بہت سے اسرار و رموز پوشیدہ ہیں اور انسان اس اہم عبادت کی بجا آوری کے ذریعہ ان اسرارو رموز سے واقفیت کے بعدعلم ومعرفت کی ایک عظیم منزل تک پہنچ جاتا ہے گویااس اہم فریضہ میں انسانی زندگی کے لئے اس کےعلم ومعرفت میں اضافہ کے لئے انتہائی اہم اسباق ہیں جنھیں مندرجہ ذیل باتوں میں خلاصہ کیا جا سکتا ہے۔

توحید

حج توحید پروردگار کا مظہر ہے۔اس کے ہرعمل میں توحید کی نشانیاں نظر آتی ہیں:

احرام: وہ حالت ہے جب انسان تمام دنیاوی تعلقات سے آزاد ہوجاتا ہے اور خدا کی یاد میں مشغول ہوکراپنے مومن ومتقی ہونے کا ثبوت فراہم کرتا ہے۔

طواف : وہ ہے جب انسان ایک بے پایاں دائرہ میں خدائی مظہراور الٰہی حاکمیت کےمحور پر اپنا سارا وجودحرکت میں لاکر پروانہ کے مانند اس شمع کے گرد چکر لگاتا ہے۔

رمی: وہ عمل ہے کہ حاجی اپنے منظّم اور منصوبہ بند اقدامات کے تحت دشمن خدا ابلیس کونشانہ بناکر اسے کنکری مارتا ہے۔

قربانی: ایک ایسا عمل ہے کہ انسان ہویٰ و ہوس اورنفسانی خواہشات اور دوسری تمام چیزوں کو ایک حیوانی پیکر میں مجسم کر کے قربان گاہ الٰہی میں ذبح کردیتا ہے۔

توحید خدا کوصرف لکڑی اور پتھر وغیرہ کے بے جان بتوں کی نفی میں محدودنہیں کرنا چاہئے بلکہ طاغوتی طاقتیں بھی ایک طرح کا بت ہیں اور روئے زمین پرتوحید کے پھیلاؤ کے طولانی دور میں اس کی سب سے سخت دشمن رہی ہیں۔ایسے بتوں سے برائت و بیزاری بھی حج میں موجود ہے۔

یاد پروردگار

یاد پروردگار حج کا اصلی اور بنیادی رکن ہے اس لئے کہ قرآن مجید میں جہاں حج کے مسائل بیان کئے گئے ہیں ان کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن مجید نے دوران حج یاد خدا پرکتنا زور دیا ہے۔

لٰہذا مکہ مکرمہ جانے والے ہرحاجی کواس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہاں کے بازاروں اوردکانوں کی چمک دمک، طرح طرح کے مادی وسائل وامکانات اسے یاد خدا سے غافل کردیں اور وہ ان

چند مبارک دنوں میں یاد الٰہی سے غافل رہ جائے۔

حج کے اس سبق کو پوری زندگی میں جاری وساری رہنا چاہیے اور زبانی یاد و ذکر کے ساتھ ساتھ زندگی کے عملی میدان میں بھی اس کی تجلی ہونی چاہیے اور زندگی کے مختلف مراحل میں یاد خدا کا بہترین ثبوت یہ ہے کہ انسان واجبات کی انجام دہی میں کاہلی اور تساہلی سے کام نہ لے اور محرمات خدا کی طرف قدم نہ بڑھائے اور حج، حالت احرام میں حرام کی گئی چیزوں اور گناہوں سے بچنے اور دور رہنے کی بہترین مشق ہے۔

اتحاد بین المسلمین

حج اتحاد بین المسلمین کا ایک جیتا جاگتا ثبوت ہے اسی لئے استکباری طاقتوں اور ان کے رحم وکرم پر پلنے اور باقی رہنے والے بعض اسلامی ممالک کے حکام کی پوری کوشش یہی ہوتی ہے کہ حج کے اردگرد دیواریں کھینچ دی جائیں۔

حج کے عظیم اور عالمی اجتماع میں انسانوں کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کو زبان، نسل، اسلامی فرقوں اور رنگ برنگے تعصّبات میں بانٹ دیا جائے تا کہ مسلمانوں کے درمیان عظیم اتحاد نظر نہ آسکے۔

باہمی تعلقات اور آپسی روابط

حج امت اسلامیہ کے باہمی تعلقات اور آپسی روابط کا بہترین آئینہ دار ہے۔ یہاں پر مسلمانوں کو ایک دوسرے کی مشکلات سے آگاہ ہونا چاہیے، ایک دوسرے کے حالات سے باخبر ہونا چاہیے اور ان کی مشکلات کو حل کرنے کی کوشش کرنا چاہیے۔ لیکن اس دوران عالمی استکبار کی پوری کوشش یہی ہوتی ہے کہ یہاں کوئی سیاسی بات نہ ہونے پائے۔ مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے حالات سے آگاہ نہ ہوسکیں بلکہ وہاں محراب ومنبر سے صرف وہی باتیں نشر کی جائیں جو بڑی اور استکباری طاقتوں اور ان کے بٹھائے ہوئے حکام کے فائدہ میں ہوں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ امت اسلامیہ ایک دوسرے سے بے خبر رہ جاتی ہے، تجربوں کا تبادلہ نہیں ہو پاتا اور ان کی ترقیوں کی خبریں دوسروں تک نہیں پہنچ پاتیں اور اس طرح حجاج کرام حج کے اس اہم سبق سے محروم رہ جاتے ہیں۔

اخوت اسلامی:

اسلامی معاشرہ برابری و برادری سے آراستہ اور بے جا امتیازات، اجارہ داری، نسلی برتری اور حسب و

نسب کی بنیاد پر قائم ہر قسم کی برتری سے پاک و پاکیزہ ہوتا ہے۔ اس معاشرہ میں برتری اور فضیلت کا معیار صرف تقویٰ پروردگار ہوتا ہے۔ارشاد پروردگار ہے:" انّ اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم" "تم میں سے خدا کے نزدیک سب سے بڑا با فضیلت انسان وہی ہے جو سب سے بڑا متقی و پرہیز گار ہے۔" اور یہی وہ اسلامی تعلیم ہے جو حج میں نمایاں طور پر نظر آتی ہے جیسا کہ خود رسول اکرمؐ نے مکہ مکرمہ میں حج کے دوران ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا تھا: "عرب کو عجم پر کوئی برتری حاصل نہیں ہے۔(انّہ لا فضل لعربی علیٰ اعجمی) بلکہ ساری قوموں کو آپس میں محبت و برابری و برادری کے ساتھ زندگی بسر کرنا چاہئے۔"

اگر حج کرنے والا ان حکمتوں اور ان اسباق کو پیش نظر رکھکر اس اہم فریضہ الٰہی کو انجام دے سکے یا فریضۂ حج انجام دیتے وقت ان باتوں کی طرف متوجہ رہے تو حقیقت میں وہ عظیم سعادت حاصل کرلیگا جو خاصان خدا کا خاصہ ہے اور جس کے بعد سرکار سید الشہداؑ کے اس عظیم فقرے کو دل کی گہرائیوں سے لمس کیا جا سکتا ہے، جس میں آپ فرماتے ہیں: بار الہا! جسے تو مل گیا اس نے کیا کھویا اور جس نے تجھے کھو دیا اس نے کیا پایا، خداوند عالم اس عظیم عبادت کے ذریعہ ہر شخص کو اپنے آقا سرکار سید الشہداؑ کے صدقہ میں اس منزل تک پہنچا دے کہ جہاں انسان یہ محسوس کرے کہ اب اسے اسکا خدا مل گیا ہے، لہٰذا اب دنیا کی ہر نعمت اس کے قدموں میں ہے۔

حج کی حکمتوں اور اسکے تقاضوں سے متعلق ایک اہم اور مفصل روایت:

امام العارفین، سید الساجدین حضرت علی بن الحسین زین العابدینؑ نے اپنے دور کے ایک مشہور عارف شبلی سے بیان فرمایا۔ شبلی حج کرکے واپس آئے تو حضرت سید سجادؑ کی زیارت کو تشریف لے گئے۔

امامؑ نے پوچھا: شبلی! حج کر آئے؟

شبلی: ہاں! فرزند رسولؐ

امامؑ: میقات میں پہنچے، سلا ہوا لباس اتارا اور غسل کیا؟

شبلی: ہاں! ہاں

امامؑ: جب تم میقات میں وارد ہوئے اور سلا ہوا لباس اُتارا تو کیا تم نے یہ ارادہ کیا کہ خدا کی

نافرمانی ومعصیت کا لباس اُتار کر اطاعت خدا کا لباس زیب تن کر رہے ہو؟

شبلی: نہیں

امامؑ: جب سلا ہوا لباس اُتار رہے تھے تو کیا تمہارا یہ ارادہ تھا کہ ریاکاری، منافقت اور وسوسوں سے آزاد ہو رہے ہو؟

شبلی: نہیں

امامؑ: جب تم غسل کر رہے تھے تو کیا تم نے یہ ارادہ کیا تم اپنی لغزشوں اور گناہوں سے غسل کر رہے ہو؟

شبلی: نہیں

امامؑ: پھر تو نہ تم میقات گئے نہ ہی سلا ہوا لباس اُتارا اور نہ ہی تم نے غسل کیا؟

امامؑ: خیر یہ بتاؤ کہ غسل کر کے لباس احرام پہنا اور حج کی نیت کی؟

شبلی: ہاں

امامؑ: جب تم نے غسل کیا، احرام پہنا اور حج کی نیت کی تو کیا تم نے یہ ارادہ کیا کہ خداوندعالم کی خوشنودی اور صرف گناہوں سے توبہ کے لئے خود کو تم نے پاک وپاکیزہ کیا ہے؟

شبلی: نہیں

امامؑ: جب تم لباس احرام پہن رہے تھے تو کیا تمہارا یہ ارادہ تھا کہ ہر وہ چیز جس کو خداوندعالم نے تم پر حرام کیا ہے اس کو اپنے اوپر حرام کر رہے ہو؟

شبلی: نہیں

امامؑ: جب تم نے حج کی نیت کی تو کیا تم نے یہ ارادہ کیا کہ ہر وہ گرہ جو غیراللہ کے لئے تھی اسے تم نے کھول دیا ہے؟

شبلی: نہیں

امامؑ: پھر تو نہ تم نے غسل کیا، نہ احرام پہنا اور نہ ہی حج کی نیت کی؟

امامؑ: اچھا یہ بتاؤ کہ کیا تم میقات میں پہنچے اور تم نے دو رکعت نماز پڑھی اور تلبیہ کہا؟

شبلی: ہاں

امامؑ: جب تم میقات میں پہنچے تو کیا تم نے یہ ارادہ کیا کہ خدا کی زیارت کو آئے ہو؟

شبلی: نہیں

امامؑ: جب تم نے دو رکعت نماز پڑھی تو کیا تمہارا یہ ارادہ تھا کہ نماز جو کہ بہترین عمل اور بندوں کی سب سے بڑی نیکی ہے اس کو بجالانے کے ساتھ تم خدا وندعالم سے قریب ہورہے ہو؟

شبلی: نہیں

امامؑ: جب تم تلبیہ کہہ رہے تھے تو کیا تم نے یہ ارادہ کیا تھا کہ اب زبان سے صرف وہی بات کہو گے جس میں خدا وندعالم کی اطاعت وفرماں برداری ہو اور خداوندعالم کی نافرمانی پر زبان بند رہے گی؟

شبلی: نہیں

امامؑ: تو پھر تو تم نہ میقات تک پہنچے نہ نماز پڑھی اور نہ ہی تلبیہ کہا

امامؑ: حرم میں تم داخل ہوئے خانہ کعبہ کو دیکھا اور نماز پڑھی؟

شبلی: ہاں

امامؑ: جب تم حرم میں داخل ہوئے تو کیا تمہارا یہ قصد تھا کہ ہر مسلمان کی غیبت کو اپنے اوپر حرام کر رہے ہو؟

شبلی: نہیں

امامؑ: جب تم مکہ میں وارد ہوئے تو کیا تمہارے دل میں یہ نیت تھی کہ خدا وندعالم کی زیارت کو آئے ہو؟

شبلی: نہیں

امامؑ: پھر تو نہ تم حرم میں داخل ہوئے اور نہ کعبہ کی زیارت کی اور نہ ہی نماز پڑھی؟

امامؑ: اچھا یہ بتاؤ خانہ کعبہ کا طواف کیا ارکان کو ہاتھ سے تم نے مس کیا اور صفاومروہ کے درمیان سعی کی؟

شبلی: ہاں

امامؑ: جب تم سعی کررہے تھے تو کیا تمہارا قصد تھا کہ خدا کی پناہ میں بھاگ رہے ہو اور خداوندعالم الغیوب کی ذات بابرکت بھی تمہارے اس ارادہ سے باخبر ہے؟

شبلی: نہیں

امامؑ: نہ تم نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور نہ ارکان کو مس کیا اور نہ ہی سعی کی

امامؑ :تم نے حجر اسود کی جانب ہاتھ بڑھایا اور اس سے مصافحہ کیا مقامِ ابراہیمؑ پر رُکے اور وہاں دو رکعت نماز پڑھی؟

شبلی :ہاں

یہ سنتے ہی حضرت نے فریاد کی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ روح مقدس قفس عنصری سے پرواز کرجائے گی اور آپؑ نے ایک آہ سرد کھینچی اور فرمایا: جس نے حجر اسود سے مصافحہ کیا گویا اس نے خداوند عالم سے مصافحہ کیا۔

خبردار! ایسا نہ ہوکہ اس مصافحہ کے عمل کے بے پناہ اجر کو احکام خدا کی مخالفت ،سرکشی اور ارتکاب گناہ سے ضائع کردو۔

امامؑ نے پوچھا: یہ بتاؤ کہ تم جب مقام ابراہیمؑ پرٹھہرے تو کیا تم نے یہ ارادہ کیا کہ خدا کے ہر فرمان پر عمل کرنے کے لئے وہاں پرٹھہرے ہو اور ہر قسم کی نافرمانی سے کنارہ کش ہو چکے ہو؟

شبلی :نہیں

امامؑ :جب تم نے مقام ابراہیمؑ پر دو رکعت نماز ادا کی تو کیا تمہارا یہ ارادہ تھا کہ تم نے حضرت ابراہیمؑ کی پیروی میں وہاں نماز پڑھی اور اپنی اس نماز کے ذریعہ شیطان کی ناک زمین میں رگڑ رہے ہو؟

شبلی :نہیں

امامؑ :تو پھر تم نے نہ ہی حجر اسود سے مصافحہ کیا نہ ہی مقام ابراہیمؑ پرٹھہرے اور نہ ہی وہاں پر دو رکعت نماز ادا کی۔

امامؑ : یہ بتاؤ کہ چاہ زمزم پر گئے اور آب زمزم پیا؟

شبلی :ہاں

امامؑ :کیاتم نے یہ نیت کی کہ خدا کے مطیع وفرمانبردار بن گئے ہو اور نافرمانی سے چشم پوشی کر لی ہے؟

شبلی :نہیں

امامؑ :تو پھر نہ تم زمزم تک پہنچے اور نہ ہی تم نے آب زمزم پیا؟

امامؑ : یہ بتاؤ کہ صفاومروہ کے درمیان تم نے سعی کی؟

شبلی :ہاں

امامؑ :کیا اس وقت تمہارے دل میں یہ خیال آیا کہ تم امید وبیم کے درمیان چل رہے ہو؟

شبلی: نہیں

امامؑ: نہ تو تم صفا تک پہنچے نہ ہی مروہ تک اور نہ ہی تم نے سعی کی۔

امامؑ: منیٰ گئے؟

شبلی: ہاں

امامؑ: کیا تم نے اس وقت یہ ارادہ کیا کہ تمہارے ہاتھ، زبان اور دل سے لوگ محفوظ رہیں گے؟

شبلی: نہیں

امامؑ: تو تم منیٰ نہیں گئے؟

امامؑ: تم نے عرفات میں وقوف کیا، جبل رحمت پر چڑھے، نمرہ کے بیابان کو پہچانا، خدا وندعالم سے دعا کی؟

شبلی: ہاں

امامؑ: وقوف عرفات میں تمہیں اس بات کی معرفت حاصل ہوئی کہ خداوند عالم تمام علوم ومعارف سے آگاہ اور ایسا معلوم ہوا کہ تمہارا نامہ اعمال خداوندعالم کے سامنے ہے اور وہ دلوں کے رازوں کو جانتا ہے؟

شبلی: نہیں

امامؑ: جب تم جبل رحمت سے اتر رہے تھے تو کیا تمہارے دل میں یہ خیال آیا کہ خدا وندعالم ہر مومن ومومنہ پر اپنی رحمت نازل فرمائے اور ہر مسلمان مرد وعورت کی مدد ونصرت کرے؟

شبلی: نہیں

امامؑ: نمرہ کے پاس تم نے یہ نیت کی کسی کو حکم نہ دوگے مگر یہ کہ حکم خدا پر خود عمل کروگے اور کسی کو کسی کام سے اس وقت تک منع نہ کروگے جب تک کہ خود نہ اس سے باز آجاؤ؟

شبلی: نہیں

امامؑ: جب تم ان نشانیوں اور نمرات کے پاس کھڑے تھے تو کیا تمہارے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ تمام نشانیاں تمہاری اطاعت اور بندگی پر گواہ ہیں؟

شبلی: نہیں

امامؑ: تم نے نہ تو عرفات میں وقوف کیا نہ جبل رحمت پر گئے اور نہ ہی نمرہ کی معرفت حاصل کی اور نہ تو نمرات میں خداوندعالم کی بارگاہ میں دعا ہی کی؟

امامؑ: اچھا یہ بتاؤ کہ جب تم میدان عرفات سے مزدلفہ کی جانب جا رہے تھے تو گذرنے سے پہلے وہاں پر تم نے دو رکعت نماز پڑھی اور پھر مزدلفہ پہنچ کر تم نے کنکریاں چنی اور مشعر الحرام پہنچے؟

شبلی: ہاں

امامؑ: جب تم نے دو رکعت نماز پڑھی تو کیا تمہاری یہ نیت تھی کہ تمہاری یہ نماز عید کا وہ شکرانہ ہے جو ہر مشکل آسان کر دیتی ہے؟

شبلی: نہیں

امامؑ: جب تم عرفات سے مزدلفہ کی طرف جا رہے تھے تو سیدھے گئے ہوگے اور کیا تم نے سوچا کہ اب دین حق سے دائیں بائیں منحرف نہ ہوگے اور نہ ہی دل وزبان یا اپنے اعضاو جوارح کے ذریعہ دین حق میں کجی کے مرتکب ہوگے؟

شبلی: نہیں

امامؑ: جب تم مزدلفہ میں کنکریاں چن رہے تھے تو کیا تم نے یہ نیت کی تھی کہ خدا کی ہر نافرمانی اور جہالت سے دور ہو رہے ہو اور ہر نیک عمل اور علم ودانش کو استواری سے انجام دیتے رہو گے؟

شبلی: نہیں

امامؑ: جب تم مشعر الحرام میں پہنچے تو کیا تم نے یہ قصد کیا ہر متقی و پرہیز گار کی طرح دل کو خدا کی عظمت سے آگاہ کر دیا ہے؟

شبلی: نہیں

امامؑ: پھر تو تم عرفات سے مزدلفہ کی طرف نہیں گئے نہ ہی دو رکعت نماز پڑھی نہ مزدلفہ پہنچے نہ ہی کنکریاں چنی نہ مشعر الحرام تک پہنچے؟

امامؑ: خیر یہ بتاؤ منیٰ پہنچے شیطان کو پتھر مارا، قربانی کی، سر منڈایا، مسجد خیف میں نماز ادا کی اور مکہ واپس آکر آخری طواف وداع انجام دیا؟

شبلی: ہاں

امامؑ: جب تم منیٰ پہنچے اور شیطان کو پتھر مارا تو تمہارے دل میں یہ خیال آیا کہ تمہارا مقصد پورا ہوگیا اور خداوند عالم نے تمہاری حاجت پوری کر دی؟

شبلی: نہیں

امامؑ: جب تم پتھر مار رہے تھے تو تم نے یہ ارادہ کیا کہ اپنے دشمن ابلیس کو پتھر مار رہے ہو اور تم نے بے پناہ عظیم حج کو مکمل کرنے میں شیطان کی کھل کر مخالفت کی ہے؟

شبلی: نہیں

امامؑ: جب تم سر منڈا رہے تھے تو کیا تم نے یہ نیت کی کہ تمام برائیوں کی آلودگی سے پاک و پاکیزہ ہو رہے ہو اور اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہوگئے گویا ابھی پیدا ہوئے ہو؟

شبلی: نہیں

امامؑ: جب تم نے مسجد خیف میں نماز پڑھی تو کیا اس وقت تم نے یہ نیت کی تھی کہ اپنے گناہوں کے بارے میں خداوند عالم عظمت کے علاوہ کسی سے خوف زدہ نہیں ہو اور صرف اسی کی رحمت کے امیدوار ہو؟

شبلی: نہیں

امامؑ: جب تم قربانی کر رہے تھے تو تمہیں یہ خیال آیا کہ حضرت ابراہیم خلیلؑ کی اس سنت کی پیروی کر رہے ہو جہاں پر نبی خدا نے اپنے جگر کے ٹکڑے کے گلے پر چھری پھیر دی تھی اور اس کے ذریعہ خدا کی خوشنودی حاصل کی تھی اور جب تم جانور کا گلا کاٹ رہے تھے تو تمہیں یہ خیال آیا کہ حقیقت میں اپنی خواہشات اور لالچ وطمع کا گلا کاٹ رہے ہو؟

شبلی: نہیں

امامؑ: جب تم مکہ واپس آکر طواف وداع بجالائے تو تمہارا کیا یہ ارادہ تھا کہ تم رحمت خداوندی کے سائے میں روانہ ہوئے تھے اور اس کی اطاعت میں واپس آگئے ہو لہٰذا اب صرف احکام اور واجبات کو انجام دے کر اس سے ہمیشہ قریب رہو گے؟

شبلی: نہیں

حضرت امام زین العابدینؑ نے ان سے فرمایا: تم نہ تو منیٰ پہنچے، نہ شیطان کو پتھر مارا نہ سر منڈایا، نہ ہی تم نے اعمال ومناسک انجام دیئے، نہ مسجد خیف میں نماز پڑھی، نہ تم طواف وداع بجالائے، نہ تمہیں خدا کی قربت حاصل ہوئی۔ لہٰذا بہتر ہے کہ دوبارہ حج کرو اس لئے کہ تمہارا تو حج ہی نہیں ہوا۔

یہ سنتے ہی شبلی کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور پھر امام زین العابدینؑ کی تعلیمات

کے مطابق احکام ومناسک کے مفاہیم کو یاد کیا اور اگلے سال اسی کے مطابق حج بجالائے۔[۱]

خداوند عالم تمام مومنین کو حج بیت اللہ کی سعادت نصیب کرے اور تمام حاجیوں کو توفیق دے کہ وہ اسی انداز سے فریضہ حج بجالائیں جس طرح خدا، رسولؐ ائمہؑ معصومینؑ خصوصاً امام العارفین سید الساجدین حضرت زین العابدینؑ نے تعلیم دی ہے۔

حوالہ :

۱۔ مستدرک الوسائل، ج/ ۲، ص/ ۱۸۶/ ۱۸۷ وفلسفہ واسرار حج، ص/ ۸۷